صرف طویل المیعاد قرضوں میں اسلامی بینکاری کارآمد ہوسکتی ہے

اسلامی بینکاری کی ناکامی کا اعتراف: ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی

لیکن ان سب کے باوجود اسلامی بینکاری ابھی تک موجودہ سودی نظام بینکاری کا تین فیصد سے بھی کم ہے جس کے نتیجے میں اسلامی بینک بھی اسی شرح نفع پر تجارت کرنے پر مجبور ہیں، جس شرح سے سودی بینک سود وصول کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنی تجارت جو زیادہ تر مرابحہ، اجارہ وغیرہ پر مبنی ہے اس میں نفع سودی بینکوں سے زیادہ طلب کریں تو وہ بڑی کمپنیاں جنھیں آسانی سے سستی شرح سے سودی قرضہ مل جاتا ہے، وہ اسلامی بینکاری کی طرف رجوع نہیں کرتیں اور اگر انھیں سستی شرح سے اسلامی بینک اسلامی بنیادوں پر تمویل [Financing] کریں تو ڈپازیٹرز کھاتیداروں کو نفع کم ملنے کی وجہ سے وہ اپنا سرمایہ سودی بینکوں میں سرمایہ کاری [Invest] کرنے پر راغب ہوں گے۔

یہ بات اسلامی بینکاری کے ضمن میں بیان کی جاتی ہے کہ اسلامی بینکاری کے معیشت پر اس وقت تک مثبت اثرات نمایاں نہیں ہوں گے جب تک مشارکہ ومضاربہ [نفع ونقصان میں شرکت] پر مبنی نظام نافذ نہیں کیا جاتا۔

موجودہ صورت حال کے مطابق یہ طریقہ تمویل صرف طویل المیعاد [Long Term] تمویل [فائنانسنگ] میں ہی ممکن ہے، قصیر المیعاد یا عندالطب قرضوں میں اس لیے ممکن نہیں کہ نفع نقصان میں شرکت کی بنیاد پر کسی پروجیکٹ میں تمویل میں اگر سرمایہ کاری کسی بھی وقت نکال لی جائے تو اس میں بعض اوقات نہ صرف نفع حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ پورے پروجیکٹ کے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے، دوسری طرف بینکوں کا ایک عظیم سرمایہ کنزیومر فائنانسنگ [صرفی قرضے] میں لگتا ہے، جس میں بینک اپنے صارفین [Client] کو ان کی ذاتی اشیاء مثلاً گھر، گاڑی، گھریلو ساز وسامان کی خریداری کے لیے قرضہ دیتا ہے، ظاہر ہے کہ اس قسم کے قرضے میں بھی نفع نقصان میں شراکت پر مبنی تمویل نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہاں کوئی تجارتی منصوبہ یا پروجیکٹ نہیں ہے کہ جس میں شراکت کی جائے، لہٰذا صرف طویل المیعاد قرضوں میں ہی مشارکہ ومضاربہ پر مبنی تمویل فی الوقت ممکن ہوسکتی تھی، لیکن پاکستان میں اسلامی بینکاری کا تناسب سودی بینکاری کے مقابلے میں انتہائی کم ہونے کی وجہ سے اسلامی بینک اچھی کمپنیوں کے ساتھ مشارکہ [شراکت] اس لیے نہیں کرسکتے کہ انھیں ارزاں نرخ پر سودی ادارے قرضے دینے پر تیار رہتے ہیں جس کی بناء پر اگر وہ اسلامی بینکوں سے شرکت کی بناء پر تمویل کرواکے انھیں اپنے نفع میں شریک کروالیں تو یہ ان کے واسطے ایک مہنگا سودا ہوگا، چنانچہ وہ اس کے لیے راضی نہیں ہوتے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ موجودہ سودی بینکاری نظام ختم کردیا جائے اور اسلامی بینکاری کو فروغ دیا جائے تاکہ معیشت پر اس کے اثرات نمایاں ہونے شروع ہوجائیں۔ [پاکستان میں اسلامی بینکاری کی تاریخ: ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی، روزنامہ امت، اکتوبر ۲۰۰۶ء]

[ساحل نے بار بار یہ لکھا ہے کہ سودی بینکاری کے مغربی نظام کو اسلام کاری کے ذریعے غیر سودی نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اس نظام کی علمیت [Epistemology] اور مابعد الطبیعیات [Metaphysics] ایک خاص قسم کے تصور انسان، تصور خدا، تصور کائنات پر منحصر ہے اور اس نظام کی بنیادی قدر Freedom اور Progress ہے، ان اصطلاحوں کے غلط سلط اردو ترجمے سے تقی عثمانی صاحب نے غلط نتائج اخذ کیے کیونکہ یہ فلسفیانہ اصطلاحیں ہیں جن کا خاص تاریخی تناظر ہے۔ جسٹس تقی عثمانی کے فرزند جناب ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی جو ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری کے زیر نگرانی پی ایچ ڈی کرچکے ہیں اپنے مضمون میں اسلامی بینکاری کو درپیش مسائل سے پردہ اٹھایا ہے اور اس کی حقیقت واضح کرکے ساحل کے مؤقف کی تصدیق فرمائی۔ ساحل]